رجسٹرڈ نمبر ایل ۴۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰٓی اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دُنیا میں ایک نبی آیا پر دُنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کردیگا۔ (الہام مسیح موعود)

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر
کاروباری امور متعلق خط وکتابت بنام مینیجر ہو

فہرست مضامین

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤنگا۔ (الہام مسیح موعود)

جلد ۷ | ۳۰ اگست ۲ ستمبر سنہ ۱۹۱۹ء | شنبہ | مطابق ذی الحج ۱۳۳۷ سنہ ہجری | نمبر ۱۸-۱۹

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ بخیرو عافیت ہیں۔

۲۷۔ اگست کو سیلون (لنکا) سے چھ کس تعلیم دین حاصل کرنے کے لئے آئے ہیں۔ جنمیں سے ایک تو بہت چھوٹی عمر کا بچہ ہے۔ خدا تعالےٰ ان کے ارادہ میں برکت ڈالے۔ اور دینی علم کے حاصل کرنے کی توفیق بخشے۔ تاکہ اپنے ملک میں جاکر اسلام کا روشن چہرہ لوگوں کے سامنے پیش کریں۔ احمدیان سیلون قابل مبارکباد ہیں۔ جنہوں نے اپنے بچوں کو دین حاصل کرنے کے لئے یہاں بھیجا ہے۔ سیلون کے ایک نوجوان پہلے بھی یہاں علم دین کی تحصیل میں مصروف ہیں۔

اخبار احمدیہ

جناب مفتی محمد صادق صاحب کی تازہ چھٹی۔

جناب مفتی صاحب کی جو چھٹی مورخہ ۲۲ اگست کی نوشتہ حضرت اقدس کے حضور آئی ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ پارلیمنٹری کمیٹی کے اجلاس ہوس آف لارڈز میں شروع ہوگئے ہیں۔ کل اور آج کے اجلاس میں نے اٹینڈ کئے۔ کل سر میکائل اوڈوائر سابق لفٹنٹ گورنر پنجاب بھی حاضر جلسہ تھے۔ میرے قریب ہی بیٹھے تھے۔ مگر میں پہچانتا نہ تھا۔ بے تکلف باتیں ہوتی رہیں۔ حسب عادت میں نے تبلیغ کی۔ خوشی سے سنتے رہے۔ باہر نکلنے لگے۔ تو آگے بڑھ کر میرے لئے دروازہ کھولا۔ میں شکریہ ادا کرکے پہلے نکلا۔ پیچھے وہ۔ پارلیمنٹ کے باہر انہیں اور طرف جانا تھا۔ مجھے اور طرف۔ جب چلے گئے۔ تو مسز بسنٹ نے مجھے بتلایا کہ یہ مسٹر اوڈوائر سابق لفٹنٹ گورنر پنجاب ہیں۔

اس کے بعد جناب مفتی صاحب اس تجویز کے متعلق جو انہیں کسی اور ملک میں تبلیغ کے لئے بھیجنے کی ہے۔ حضرۃ خلیفۃ المسیح کے حضور لکھتے ہیں:۔

اس کے متعلق میں اپنی طرف سے صرف اتنا عرض کرتا ہوں کہ میں اپنے قلب کو ہر ایک خواہش سے اسوقت صاف پاتا ہوں۔ نہ یہاں رہنے کی خواہش ہے۔ نہ ہندوستان کی محبت نہ کسی اور ملک کو جانے کا خیال یا خوف۔ میرا دل حضور کے ہر ایک حکم کے قبول کرنے اور بخوشی قبول کرنے کے واسطے ایک صاف تختی کی مانند ہے جس پر کچھ نہ لکھا جائیگا۔ مگر وہی جو حضور فرما دینگے۔

خدا تعالےٰ جناب مفتی صاحب کو ان کے اخلاص کا اعلیٰ سے اعلیٰ بدلہ دے۔ اور پیش از پیش کامیاب کرے

مسٹر محمد ساگر چند کا تازہ خط

جناب ایڈیٹر صاحب الفضل السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ منفصلہ ذیل سطور برائے اندراج الفضل روانہ خدمت ہیں۔

جب سے میں صدق دل سے اس بات پر ایمان لایا کہ اللہ ایک ہے۔ اور واحد لاشریک ہے۔ اور حضرت محمدؐ سچے رسول اور خاتم الانبیاء اور فخر رسل ہیں۔ اور حضرت غلام احمدؑ صاحب مہدی ہیں۔ مسیح ہیں۔ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سچے غلام ہیں۔ میری زندگی ایک پلٹا کھا گئی ہے۔ گو مجھ سے ابھی کوئی ایسی خدمت نہیں ہوئی۔ جیسی کہ چاہیئے تھی۔ بلکہ ذرا بھی نہیں ہوئی میں آج اپنی زندگی کا ایک نیا دن سمجھتا ہوں۔ بلکہ ایک نیا انسان ہوں۔ اور ایک نئی مخلوق ہوں۔ میرے قوٰی پر۔ میری عادات پر۔ میرے دماغ پر۔ میرے وجود پر۔ میرے اخلاق پر جو حضرت صاحب کی تعلیم نے اثر کیا ہے۔ اس سے میں کہہ سکتا ہوں کہ میں ایک نیا انسان ہوں۔

میں اب ہر جگہ ہر طرح کے لوگوں کو حضرت احمدؑ کی خوبیاں بتاتا ہوں۔ اور اسی میں اپنی ساری خوشی پاتا ہوں اور ان سے کہتا ہوں کہ اگر تمہیں خدا کی ہستی یا اس کی قدرت پر یقین نہیں۔ تو تم حضرت صاحب کی تعلیم کے موافق دعا کرو۔ اور میں بھی تمہارے لئے دعا کرونگا اور تب تم قدرت حق کے تماشے دیکھوگے۔ اور اسلام کی سچائی تمہاری آنکھوں میں آفتاب کی طرح چمکدار نظر آئیگی۔ جس طرح کسی سائنس کی تھیوری کی سچائی کو جانچنے کے لئے ضروری ہے کہ تھیوری کے مصنف کے قول کے موافق تم اس کا تجربہ کرکے دیکھو۔ اسی طرح اگر تم روحانی تعلیم کے پیاسے ہو تو مسیح موعود کی تعلیم پر عمل کرکے خدا کی قدرت کے نظارے دیکھو۔ اور اس دنیا اور آنیوالی دنیا میں خدا تعالیٰ کے انعام حاصل کرو

الفضل کے پڑھنے والے تمام بھائیوں سے پھر درخواست کرتا ہوں کہ وہ میری کامیابی کے لئے خوب دعائیں کریں۔

بندہ ساگر چند از لنڈن

ولایت میں تبلیغ

جناب قاضی عبداللہ صاحب ہیسٹنگز سے لکھتے ہیں کہ آپ کی صحت دن بدن ترقی کر رہی ہے۔ اگرچہ مرض پورے طور پر دور نہیں ہوا۔ آپ ایک گارڈن پارٹی میں شامل ہوئے۔ جس میں ایک روسی یہودی سے جو قریباً پچیس برس سے وہاں مقیم ہیں۔ گفتگو ہوئی۔ جسے اس نے توجہ سے سنا۔ اور دوبارہ گفتگو کرنے کے لئے اپنے ہاں مدعو کیا۔

ایک احمدی خاتون اور تبلیغ احمدیت

عزیزہ سلیمہ خاتون بنت سیٹھ محمد غوث صاحب احمدی حیدرآباد دکن ایک تعلیم یافتہ نیک خاتون ہیں۔ حضرت مسیح موعود کے لئے خالص محبت اور تبلیغ احمدیت کا بڑا جوش اپنے دل میں رکھنے والی ہیں۔ مجھے اپنے پرائیویٹ خطوط میں پہلے بھی ایک دو دفعہ تبلیغ کا حال لکھا تھا۔ اور اب اپنے تازہ نوازش نامہ میں لکھتی ہیں کہ آپ کو خوشی کی خبر سناتی ہوں کہ اس ہفتہ یعنی ۱۴۔ اگست ۱۹۱۹ء کو غیر احمدی جلسہ خواتین یعنے لیڈیز کانفرنس میں میرا لیکچر قرآن کریم کے متعلق ہوا۔ میں نے قرآن پاک پر عمل کرنا زندگی کا دستور العمل ثابت کیا۔ اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظم پڑھ کر سنائی۔ کچھ ایسا سماں بندھ گیا کہ سب نے ماشاء اللہ سبحان اللہ کے نعرے مارے۔ بعد از ختم بہت سی محترم بیبیوں نے میرا سر اور ہاتھ خوشی اور مسرت کے جوش میں چوم لئے۔ اور بڑی بوڑھیوں نے بہت سی دعائیں دیں۔ بعض معزز خواتین نے اپنے پاس بلا کر کرسی پر جگہ دی۔ اور پوچھا کہ اس پیاری نظم سے معلوم ہوا کہ تمہارا مذہب اور ہے میں نے عرض کیا کہ میرا مذہب اسلام ہے۔ اور یہ نظم ایک برگزیدہ انسان کا کلام ہے۔ انہوں نے کہا تمہارے مذہب کا نام کیا ہے۔ میں نے کہا

ما مسلمانیم از فضل خدا مصطفےٰ ما را امام و پیشوا

پھر کہا کہ تمہارے پیر کا نام کیا ہے جس کے کلام میں اتنی تاثیر ہے۔ میں نے اس موقعہ سے فائدہ اٹھا کر کہا معزز خواتین! اللہ تعالےٰ اپنے پاک کلام میں فرماتا ہے۔ ما کنا معذبین حتیٰ نبعث رسولاً۔ یعنی ہم کوئی عالمگیر عذاب نازل نہیں کرتے۔ جب تک کوئی رسول نہیں بھیجا کرتے۔ تو بہنو! انصاف کی زبان سے کہو۔ اس زمانے میں کیا ہو رہا ہے۔ امن ہے یا ہلاکت۔ سب نے کہا۔ طاعون اس غضب کا ہے کہ الامان! اور پھر انفلوئنزا کا ایسا غضب کہ جس کی حد ہی نہیں۔ میں نے عرض کی۔ محترم بہنو! سنت اللہ کے موجب اگر اس زمانہ کی اصلاح کے واسطے ایک مصلح کی ضرورت تھی۔ تو وہ مامور من اللہ آچکا۔ اور اپنے مالک حقیقی کی جانب بلایا بھی گیا۔ مگر افسوس! آپ لوگ ابھی تک خواب غفلت کے لحافوں میں پڑے ہیں۔ حالانکہ وہ سورج کی طرح سر پر چمکتا ہے۔ آؤ اس مصلح ربانی اور مہدی وقت کے غلاموں میں شامل ہوں تاکہ حقیقی نجات کا رستہ پاویں۔ اس پر سب نے زیادہ شوق ظاہر کیا کہ اس مصلح وقت کا کیا نام اور مقام کہاں ہے اور اب ان کے جانشین کون ہیں؟ عاجزہ نے بتلایا کہ مسیح موعود کا نام حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام اور وطن شریف قادیان دارالامان۔ ضلع گورداسپور پنجاب ہے۔ پھر سب نے مل کر کہا۔ کہ امام الزمان کے کچھ اور حالات بھی سناؤ۔ تب اس عاجزہ نے حضور کے مختلف حالات سنائے۔ اور حضور کی تصنیف اسلام کی فلاسفی خواتین کے پیش کی۔ سب نے میرا شکریہ ادا کیا۔ اور گھر آنے کی دعوت دی۔

یہ خلاصہ ہے عزیزہ سلیمہ بیگم کے خط کا ہماری بعض بہنیں ماشاء اللہ تبلیغ احمدیت کا خوب ملکہ رکھتی ہیں لیکن افسوس اس سے کام نہیں لیتیں۔ کاش! ہماری بہنیں سمجھیں کہ یہ زمانہ پھر نہیں ہاتھ آئیگا۔ اور تبلیغ اسلام میں لگ جائیں

نیازمند سکینۃ النساء از قادیان

اعلان نکاح

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۲۲۔ اگست ۱۹۱۹ء منشی فضل حسین صاحب مہاجر کا نکاح بعوض مہر پانسو ۵۰۰ روپیہ سید امیر حسن صاحب کی لڑکی صدیقہ بانو سے پڑھا۔

تاخیر اخبار کے متعلق اطلاع

۲۳ اگست کے اخبار کی کاپیاں حسب معمول اپنے وقت پر مطبع میں پہنچا دی گئی تھیں لیکن افسوس مطبع کے چھاپ کر نہ دینے کیوجہ سے اخبار شائع نہ ہو سکا امید ہے ہمیں معذور سمجھا جائیگا۔ (ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان ۳۰ اگست و ۲ ستمبر ۱۹۱۹ء

سول اینڈ ملیٹری گزٹ لاہور اور ستیارتھ پرکاش

سول اینڈ ملیٹری گزٹ لاہور کے لائق ایڈیٹر نے ۲۱ اگست ۱۹۱۹ء کے سول میں جو لیڈنگ آرٹیکل لکھا ہے۔ وہ ہمارے ناظرین کی دلچسپی سے خالی نہ ہو گا۔ کیونکہ وہ اسی مضمون پر ہے۔ جس پر ہم پچھلے دنوں ایک طویل سلسلہ مضامین لکھ چکے ہیں۔ یعنے ستیارتھ پرکاش کے متعلق ہم بغیر کسی تغیر و تبدل کے سول اینڈ ملیٹری گزٹ کے مضمون کا ترجمہ درج ذیل کرتے ہیں:۔

(ایڈیٹر)

"آریہ سماج کی بنا سوامی دیانند کے ہاتھوں ہوئی۔ جن کو ان کے پیرو ہندوستان کا لوتھر کہتے ہیں۔ سوامی صاحب ۱۸۲۴ء عیسوی میں پیدا ہوئے۔ اور ۱۸۸۳ء عیسوی میں فوت ہو گئے۔ یہ کاٹھیاواڑ کے ایک برہمن تھے اور ہندی اور سنسکرت کے اچھے ماہر تھے۔ سوامی صاحب نے اپنی تمام زندگی ہندو مذہب کی اصلاح کا وعظ کرنے اور کتب تفاسیر و کتب تعلیم کی تصنیف کے لئے وقف کر دی تھی۔ ان کی تصانیف میں سے سب سے زیادہ شہرت رکھنے والی کتاب ستیارتھ پرکاش ہے جس میں ایک ہندو کے واسطے پیدائش سے لے کر وفات تک کے لئے ہدایات درج ہیں۔ اس میں دوران حمل میں بچہ کی نگہداشت اور پھر پیدائش کے بعد بچے کی تربیت کے متعلق نہایت مفصل ہدایات ہیں جو زیادہ تر فن طب سے تعلق رکھتی ہیں۔ نوجوان بچوں کی تربیت کے متعلق بھی تفصیلی ہدایات درج ہیں۔ جو گورو کل سکولوں میں جو پنجاب میں جگہ جگہ قائم کئے جا رہے ہیں۔ عمل کا جامہ پہنائی جا رہی ہیں۔ ان درس گاہوں میں سے سب سے زیادہ مشہور وہ مدرسہ ہے۔ جو کہ مہاتما منشی رام نے ہردوار میں جاری کیا ہے۔ اور جس میں سے فارغ التحصیل طلباء آب دنیا کے سامنے نکل رہے ہیں۔ شادی شدہ زندگی کے متعلق بھی ہدایات بہت مفصل ہیں۔ اور عارضی شادی (جس کی اس کتاب میں سفارش کی گئی ہے) کا دستور تو ایسا ہے۔ کہ شاید عام پبلک کو اس پر بہت ہی کم آگاہی ہے۔ غرض ہم کہہ سکتے ہیں کہ ستیارتھ پرکاش ہر اس قسم کی ہدایات پر مشتمل ہے۔ جن کی مرد و زن کو اپنی زندگی کے مختلف حالات و اوقات میں ضرورت پیش آتی ہے۔ اور جن کا علم ان کے لئے ضروری ہے۔

اس سے اگلا حصہ ہمیں ایک سیاسی رسالہ نظر آتا ہے جس میں خود مختار سلطنت اور خود مختار راج نیتی کے انتظام پر بحث کی گئی ہے۔ کتاب کے آخری حصہ میں دوسرے مذاہب پر جرح و قدح کی گئی ہے۔ اور جین مت، عیسائیت اور اسلام کی بہت بری طرح خبر لی گئی ہے۔ اور ان کو جھوٹے مذہب کے نام سے پکارا گیا ہے۔ کسی قدر سکھوں کی بھی خدمت کی گئی ہے۔ الغرض کوئی مذہب نہیں۔ جو ستیارتھ پرکاش کے گزند سے بچا ہوا ہو۔

ستیارتھ پرکاش کا ترجمہ انگریزی میں ہو چکا ہے مگر یہ بدقسمتی کی بات ہے۔ کہ بہت ہی کم انگریزوں اور بالخصوص بہت ہی تھوڑے آفیسروں نے اس کو پڑھا ہے۔ یہ کتاب صرف سوا روپیہ قیمت پر لاہور کے بازاروں سے خریدی جا سکتی ہے۔ اور بہت سے ہندو دوکانداروں نے اس کی فروخت کا اشتہار دیا ہوا ہے جب ایسا ہو۔ تو کیسی بدقسمتی کی بات ہے۔ کہ سب کے سب انگریز عہدہ دار اس کو نہیں پڑھتے۔ اور اپنی آنکھ سے اس تعلیم کو نہیں دیکھتے۔ جو آریہ سماج کے نوجوانوں کو دی جاتی ہے۔ اور جس کا صدر مقام جدید تعلیم کے لحاظ سے ڈی اے وی کالج لاہور ہے۔ علاوہ ازیں گورو کل سکولز جو پنجاب میں کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ اس تعلیم کی زیادہ پختہ کار درس گاہیں ہیں۔ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ کہ بہت ہی کم انگریز افسروں نے اس کتاب کو پڑھا ہے۔ اور جو پڑھتے ہیں۔ وہ اس کے متعلق گفتگو کرنے کی طرف شاذ و نادر ہی مائل ہوتے ہیں۔ ادھر آریہ سماج کے ممبروں کا یہ حال ہے۔ کہ جہاں کسی قوم کے آدمی نے اس کا مطالعہ کیا۔ وہیں اس کی طرف ان کی دزدیدہ نگاہیں اٹھنے لگیں۔ اسی لئے وہ تو اسی کو بہتر سمجھتے ہیں کہ ان کا پالا پڑے تو کم خبردار افسروں سے پڑے یہی وجہ ہے۔ کہ پنجاب میں سرکاری افسروں کا خیال ہے۔ کہ آریہ سماج ایک مذہبی سوسائٹی ہے پولیٹیکل باڈی نہیں۔ کوئی مذہبی فرقہ جس کی اس کتاب سے دل آزاری ہو۔ اس کتاب کے اقتباسات کو مستثنیٰ طور سے الگ کر کے تو چھاپ نہیں سکتا۔ کیونکہ اس کی اشاعت ضرور بضرور پولیس کی توجہ کو اپنی طرف کھینچے گی۔ ہاں یہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ ستیارتھ پرکاش سے بعض مختصر اور بڑی احتیاط سے اخذ کئے ہوئے فقرات پبلک کے سامنے پیش کئے جائیں۔ بدیں امید کہ بعض افراد اس کو انگریزی ترجمہ کے ذریعے پڑھنے کی طرف راغب ہوں۔ اور اس نظام تعلیم کے متعلق اپنی رائے قائم کر سکیں۔ جو اس ملک ہند میں ہندو نوجوانوں کے لئے مہیا گیا ہے۔ اور جس کے متعلق ہمیں خوب سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ وہ آریہ سماج کے نوجوانوں کی روزمرہ کی روحانی غذا ہے۔

شادی کے معاملہ میں نیوگ کے رواج کو تجویز کر کے اس کی بہت بڑی حمایت کی گئی ہے۔ نیوگ کی تعریف یہ ہے کہ بیوہ عورتیں یا رنڈوے مرد یا بے اولاد اشخاص اولاد بڑھانے کی غرض سے عارضی طور سے باہمی ملاپ کریں (مرد عورت) کے اس اختلاط کی صلاح اور سفارش کو بیشمار محامد کے ساتھ اس تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ گویا یہ کوئی مذہبی کتاب نہیں

بلکہ گھوڑوں کی نسل کشی کا رسالہ ہے۔ ہمیں یقین نہیں کہ یہ رواج (نیوگ) جس کی اس کتاب میں اس قدر تاکید کے ساتھ سفارش کی گئی ہے۔ سوامی دیانند کے پیرؤوں میں مقبول عام ہوا ہو۔ اور جیسا کہ اکثر دیکھنے میں آتا ہے۔ کہ بعض افراد اپنے مذہبی پیشواؤں کی تلقین کے دائرہ سے نکل جاتے ہیں۔ ممکن ہے۔ یہاں بھی وہی بات ہوئی ہو ؎

ستیارتھ پرکاش کی سیاسی تعلیم کا جزو اعظم یہ ہے کہ بادشاہ اور اس کے تمام امراء و وزراء اعلیٰ طبقے کے ہندو ہونے چاہئیں۔ ملکی انتظام ایک اقتدار پسند جماعت کے ہاتھ میں ہو۔ عام انتخاب کا اس میں کوئی دخل نہ ہو۔ اس کے ساتھ ہی اس کتاب میں ہمیں یہ بتایا گیا ہے۔ کہ دنیا کے لوگ دو گروہوں میں منقسم ہیں اول شریف لوگ جو آریہ یا بالفاظ دیگر ہندو کہلاتے ہیں۔ اور دوسرے وہ جو باہر کے آئے دسیو یعنی وحشی لوگ جو بمنزلہ غیر ملکی شیطان کے ہیں۔ اور اس امر کی صراحت کر دی گئی ہے کہ دسیو لوگوں میں تمام مسلمان۔ عیسائی بلکہ تمام یورپین لوگ شامل ہیں۔ اس کتاب کے چند مختصر اقتباسات امید ہے کہ دلچسپی سے پڑھے جاوینگے۔

"آریوں کی حکومت کو اب غیر ملک کے لوگ پاؤں کے نیچے کچل رہے ہیں"

"غیر حکومت سے خواہ کتنا ہی نفع اور فائدہ پہنچتا ہو۔ مگر ہوم رول سے بڑھ کر کوئی منفعت بخش چیز نہیں"

"غیر حکومت مذہبی تعصب اور قومی طرفداری سے خواہ کتنی ہی پاک ہو۔ اور خواہ کتنا بھی رحم و انصاف کا جوہر اپنے اندر رکھتی ہو۔ پھر بھی شانتی اور خوش دلی کی طرف نہیں لیجا سکتی"

ہمیں ان جذبات یا ان کے طریق اظہار سے تو کچھ بحث نہیں۔ لیکن یہ کہنا کہ اس قسم کے خیالات رکھتی ہوئی اور ایسی تعلیم دیتی ہوئی بھی یہ سوسائٹی پولیٹیکل نہیں حقیقت الامر سے صریح انکار کرنا ہے جب ہم اس جرح و قدح اور نکتہ چینی پر غور کرتے ہیں۔ جو ستیارتھ پرکاش میں غیر ہندو مذاہب پر کی گئی ہے۔ اور جو نہایت تفصیل کے ساتھ چوتھائی حصہ کتاب پر حاوی ہے۔ تو ہمیں آریہ سماج کے مخالفین کی اعتدال پسندی اور بُرد باری پر حیرت آتی ہے۔ جنہوں نے اس قسم کی جرح کو چھاپ کر شائع کرنے کی اجازت دے رکھی ہے۔ اس کے متعلق ہمارے خیال میں یہی بات آتی ہے کہ قانون فوجداری کی طرف کبھی رجوع نہیں کیا گیا۔ اس نکتہ چینی اور جرح کی کیفیت اگر سرسری رنگ میں بیان کی جاوے۔ تو بس یہ ہے۔ کہ مخالفین کی ماں بہنوں کو گالیاں دی گئی ہیں ؎

اس کتاب میں سکھوں سے جو سلوک کیا گیا ہے وہ مختصر الفاظ میں یہ ہے کہ ان کے مذہب کے بانی کی ذات کو پانی پی پی کر کوسا گیا ہے۔ اور جینیوں کے متعلق جو دشنام دہی روا رکھی گئی ہے۔ اسکی تفصیل کے لیے کئی صفحے سیاہ کیے گئے ہیں۔ تورات کے قسم قسم کے فقرات پر تمسخر اڑایا گیا ہے۔ اور عیسائیوں کے متعلق ایسے ایسے عقائد جو شاید کسی عیسائی کے عقیدے میں داخل بھی نہ ہوں۔ خود ہی گھڑ کر پھر ان پر پھبتیاں اڑائی گئی ہیں۔ مگر جب ہم انجیل کی طرف دیکھتے ہیں۔ تو اعتراضات کی بوچھاڑ ایسے سخت لہجے میں برسائی گئی ہے کہ نہایت درجہ کا متحمل مزاج اور ضبط کرنے والا آدمی بھی مشتعل ہو جائے۔ اس مقدس کتاب کے اس حصہ سے فقرات کا حوالہ دینا بہت مشکل امر ہے۔ لیکن ان اعتراضات کے لب و لہجے کے بیان کرنے کی غرض سے اتنا کہنا بیجا نہ ہوگا کہ عیسائی مذہب کے بانی کی فرضی حیاتیاں بیان کر کے کھلم کھلے طریق سے مذاق اڑایا گیا ہے۔ پھر اگر عیسائیوں کی ایسی بُری گت بنائی گئی ہے تو مسلمانوں کا حال اس سے بھی بدتر ہے۔ اور نبی اسلام پر اس قسم کے سخت اعتراضات کیے گئے ہیں کہ وہ لوگ بھی ناراض ہو سکتے ہیں جن کا ان کے ساتھ کچھ اشتراک نہیں ہے۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ ان اعتراضات کا عوام کو بہت کم علم ہے ؎

ستیارتھ پرکاش میں بہت سا ایسا اخلاقی مواد ہے۔ جو تعلیم یافتہ بدیشی یادشٹ کی نظر میں بھی قابل قدر معلوم ہوتا ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ اس کتاب کی ہر دلعزیزی کی وجہ زیادہ تر وہ دنیاوی معاملات ہیں۔ جن کا اظہار اس میں کیا گیا ہے۔ کتاب ساری کی ساری الف سے لے کر یے تک حیرت خیز ہے۔ اور اس کا چھپی ہوئی صورت میں موجود ہونا بھی کچھ کم تعجب خیز نہیں جس وقت ہم آریہ سماج کی ترقی عظیمہ اور اس کی تعلیمی کوششوں کو سراہتے ہیں تو ساتھ ہی اس مذہبی فرقے کے مستقبل کو جس کے ممبروں کی تربیت اور سدھار حالت تیز رفتاری سے ہی ستیارتھ پرکاش کی تعلیم کے موافق ہو رہی ہو تشویش اور شکوک کے بغیر نہیں دیکھ سکتے ؎

ولایت جانیوالے ہندوستانی طلباء کو اطلاع

گورنمنٹ ہند کو صاحب وزیر ہند سے اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ ہندوستانی طلباء برطانیہ کی یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے اجازت داخلہ حاصل کیے بغیر برطانیہ کو جا رہے ہیں۔ اور چونکہ اسوقت فوجی خدمت سے سبکدوش شدہ انگریز طلباء سے وہاں کی یونیورسٹیاں پُر ہو رہی ہیں۔ انہیں وہاں داخلہ حاصل کرنے میں اغلباً مایوسی ہوگی۔ نیز جائے رہائش کا ملنا بہت مشکل اور گرانبار ہو گیا ہے۔ اس لیے ان طلباء کو جو برطانیہ جانے کا عزم رکھتے ہیں۔ اور خصوصاً ان طلباء کو جو طب۔ انجنیئرنگ یا زراعت کی تعلیم حاصل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ گورنمنٹ ہند متنبہ کرتی ہے۔ کہ بعد میں مایوسی سے بچنے کے لئے ان کو چاہیے کہ ہر حالت میں ہندوستان سے چلنے سے پہلے کسی کالج وغیرہ میں داخلہ کے متعلق پورا اطمینان کر لیں ؎

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

حاصل شدہ انعامات کو قائم رکھو

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۲ ۔ اگست سنہ ۱۹۱۹ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا :۔

عزت حاصل کرنے سے اس کا قائم رکھنا مشکل ہے

عزتوں اور کامیابیوں کا حاصل کرنا ایک مشکل امر ہے ۔ لوگ بڑی دقتوں اور تکلیفوں کے بعد کسی قسم کی کامیابی اور عزت حاصل کرتے ہیں لیکن عزت اور کامیابی کا قائم رکھنا اس سے بھی زیادہ مشکل ہے ۔ کامیاب اور عزت یاب ہونا تو مشکل ہے ہی ۔ لیکن کامیاب اور عزت یافتہ رہنا اس سے بھی بڑھ کر مشکل ہے ۔ تمام دنیا کے بڑے بڑے لوگ جو کسی زمانہ میں گذرے ہیں ۔ یا اسوقت موجود ہیں تمام دنیا کی قومیں جو گذری ہیں یا اسوقت موجود ہیں ۔ ان کی تاریخ پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دس فیصدی بھی ایسے انسان نہیں ہوئے ۔ جنہوں نے عزت کو حاصل کیا ہو ۔ اور پھر اس کو ہمیشہ قائم رکھا ہو ۔ بڑی بڑی جانکاہیوں کے بعد کوئی درجہ حاصل کیا ۔ لیکن جب کسی درجہ اور مقام پر پہنچے تو تنزل شروع ہو گیا ۔ یہی قوموں کا حال ہوتا ہے ۔ اور یہی افراد کا ۔ سوائے ان لوگوں کے جو خدا کی پناہ میں ہوتے ہیں ۔

خدا کے نبی اور پیارے ہمیشہ معزز رہتے ہیں

دیکھو خدا کے ہزارہا نبی گزرے ہیں ۔ لوگ کہتے ہیں کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء گذرے ہیں ۔ اگرچہ یہ کوئی مستند بات نہیں تاہم ان میں سے سینکڑوں ہیں ۔ جن کی تاریخ محفوظ ہے ان کو جو کامیابی ہوئی ۔ وہ کبھی ناکامی سے تبدیل اسی طرح اور بزرگ اور اولیاء اللہ جو گذرے ہوئے ہیں ان میں سے بھی کسی کی مثال نہیں ملتی ۔ جس کی عزت اور رتبہ میں کسی قسم کی کمی آئی ہو ۔

مسلمانوں کے تنزل کے متعلق رسول کریمؐ کی پیشگوئی

لیکن اس کی مثال موجود ہے کہ امتداد زمانہ کی وجہ سے انبیاء کی قائم کردہ جماعتوں میں بھی تنزل شروع ہو گیا ہے ۔ اوروں کو جانے دو مسلمانوں ہی کو دیکھ لو ۔ ان کی جماعت بندی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کی تھی ۔ لیکن ترقی کی طرف چلتے چلتے آخر یہ جماعت تنزل کی طرف چل پڑی ۔ حتے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک ایسا زمانہ بھی آئے گا ۔ جبکہ اس امت کے علماء آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہونگے ۔ اور اس وقت ایسی حالت کو پہونچ جائینگے کہ "یہود" کے مشابہ ہو جائینگے ۔ اور ان کے قدم بقدم چلینگے ۔ "یہود" اگرچہ انبیاء کی اولاد ہیں ۔ اور ایک وقت میں یہ لفظ معزز تھا ۔ مگر اپنے اعمال کی وجہ سے یہ لوگ ایسے گر گئے کہ آج کوئی مسلمان یہودی کہلانا پسند نہیں کرتا لیکن رسول کریمؐ نے فرمایا کہ ایک وقت میں مسلمانوں کی حالت بھی بالکل ان ہی کے مشابہ ہو جائیگی اور کوئی بدی اور بدکاری نہ ہو گی ۔ جو یہود نے کی ہو ۔ اور مسلمان اس سے بچ جائیں ۔ آج دیکھ لو ۔ کیا مسلمانوں کی یہ حالت نہیں ہے ۔ وہ مسلمان جو روحانیت کا مجسم نشان سمجھے جاتے تھے ۔ روحانیت سے بالکل خالی ہیں ۔ پہلے لوگ سچ سمجھ کر ہر عمل کرتے تھے ۔ لیکن ان کو ایک سرے سے دوسرے سرے تک دیکھتے جاؤ ۔ بندروں کی طرح نقل کرتے نظر آئینگے ۔ نماز پڑھتے ۔ روزے رکھتے ہیں مگر ان کی حقیقت سے غافل ہیں ۔ حج کرتے ہیں لیکن ان کا حج میلے سے کم نہیں ہوتا ۔

حج میں مسلمانوں کی حالت

میں نے حج کے دنوں میں ہندوستانی حاجیوں کو خود دیکھا ہے کہ وہ ان اوراد کی بجائے جن کا پڑھنا ضروری ہے عشقیہ اشعار پڑھتے چلے جا رہے تھے ۔ پھر عرفات میں کہ جہاں دعا مانگنے کا نام ہی حج ہے ۔ وہاں میں نے دیکھا کہ لوگ پھل اور مٹھائیاں کھانے میں مشغول تھے زیادہ سے زیادہ یہ کرتے تھے کہ جب خطیب کھڑا ہوتا تو کپڑا ہلا دیتے ۔ پھر طواف کرتے وقت خود مجھ سے ایک واقعہ ہوا ۔ طواف کرتے ہوئے حجر اسود کو بوسہ دینا آسان نہیں ہوتا ۔ کیونکہ بہت ہجوم ہوتا ہے ۔ میں بڑی دقت سے حجر اسود تک پہنچا ۔ اتنے میں پیچھے سے آواز آئی "حریم حریم" ۔ جس کا مطلب یہ ہوتا ہے ۔ کہ عورتیں آتی ہیں ۔ راستہ دو ۔ یہ عام قاعدہ ہے کہ عورتیں چونکہ کمزور ہوتی ہیں ۔ اس لئے ان کے لئے جگہ خالی کرنا ہر شخص کا اخلاقی فرض ہوتا ہے ۔ میں پیچھے ہٹ گیا ۔ اس پر ہٹے کٹے چھ چھ فٹ کے نوجوان حجر اسود کو بوسہ دے کر ہنستے ہنستے گذر گئے ۔ ان کے ہنسنے کا یہ مطلب تھا ۔ کہ دیکھا ہم نے کیسی چالاکی اور آسانی سے حجر اسود کے بوسہ دینے کے لئے جگہ نکلوالی ۔ یہ ایک مبارک کام انہوں نے جھوٹ کے ذریعہ کیا ۔ پھر قاعدہ ہے کہ حجر اسود کے دونوں طرف سپاہی کھڑے رہتے ہیں ۔ کیونکہ جب لوگ حجر اسود کو بوسہ دیتے ہیں ۔ تو چور روپیہ وغیرہ کاٹ لیتے ہیں ۔ جب یہ حال ایک نہایت متبرک جگہ اور متبرک کام کرتے ہوئے ہے تو دوسری باتوں کا اسی سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے ۔ غرض دنیا میں جو کسی قوم نے شرارت کی ہے وہ انہیں پائی جاتی ہے ۔

مسیح موعود کے ذریعہ نزول برکات

اب بھی مسیح موعود نے جو جماعت قائم کی ہے ۔ اس کو خدا نے نمونہ بنایا ۔ اور اپنے زندہ نشانوں کے ذریعہ اپنے جلال کا اظہار کیا ہے ۔ اور لوگوں نے مسیح موعود کو دیکھ کر خدا کو دیکھا ۔ کیونکہ مسیح موعود مظہر آیات تھے ۔ اور پھر وہی دیکھا جو موسیٰ کے وقت موسیٰ کی قوم نے دیکھا ۔ اور مسیح کے وقت مسیح کے صحابہ نے ۔ غرض آدم سے لیکر محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک جتنے نبی آئے ۔ اور ان کے ذریعہ جو کچھ ظاہر ہوا ۔ وہ سب کچھ دکھایا گیا ۔ اور اس ذریعہ سے خدا پر کامل ایمان پیدا کیا اور یہ خدا کا خاص فضل ہے ۔ جو مسیح موعود کے ذریعہ آیا ۔ کیونکہ مسیح موعود کی بعثت بھی خدا کے فضل کے ہی ماتحت ہوئی ۔ لیکن آپ لوگوں نے مسیح موعود کو قبول کیا ۔ اسمیں آپ کو بہت تکلیفیں بھی برداشت کرنی پڑیں ۔ کیونکہ فضلوں کے

جاذب عمل ہوتے ہیں۔ بعض تم میں سے قتل کئے گئے۔ اور بہتوں کو جائدادوں سے علیحدہ کیا گیا۔ اور اکثروں پر کئی قسم کے مظالم کئے گئے ؂

اگر ان برکات کو قائم نہ رکھو گے تو نتیجہ پہلوں کا سا ہو گا

غرض آپ لوگوں نے ان سب دکھوں کو برداشت کیا۔ اور اس فضل کو قبول کیا۔ جو مسیح موعود کی صورت میں نازل ہوا۔ اتنی دقتوں کے بعد یہ چیز آپ کو حاصل ہوئی ہے لیکن اس کا قائم رکھنا بھی مشکل ہے۔ کیونکہ جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ عزت اور مرتبہ کا حاصل کرنا مشکل ہونے کے باوجود آسان ہے بہ نسبت اس کے کہ حاصل کردہ رتبہ کو قائم رکھا جائے۔ دیکھو حضرت مسیح کی امت گمراہ ہوئی۔ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی تیار کردہ جماعت میں خرابی پیدا ہوئی۔ اور حضرت مسیح موعود کے ذریعہ جو جماعت تیار ہوئی ہے۔ اسپر بھی یہ دن آنا ہے۔ اس وقت ان کی اصلاح کے لئے خواہ مسیح موعود کے خادموں سے ہی کوئی مصلح پیدا ہو۔ اور قبل اس کے کہ وہ گھڑی کھڑی ہو جسے قیامت کہتے ہیں۔ ضرورت کے وقت ضرور ایسا ہی ہو گا۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود نے خود فرمایا ہے کہ آپ کے ہی غلاموں سے مصلح پیدا ہو گا۔ بس کوئی جماعت نہیں۔ جس نے حاصل کردہ کامیابی اور عزت کو قائم رکھا ہو۔ یہ سچ ہے کہ نبی کریم کے ذریعہ جو جماعت تیار ہوئی اس نے اپنی عزت کو قائم رکھا۔ اور خود ضائع نہیں کیا۔ پھر وہ لوگ جو صحابہ کی صحبت اٹھانیوالے تھے۔ انہوں نے بھی بہت حد تک اس کامیابی اور عزت کو قائم رکھا اور پھر وہ لوگ جنھوں نے ان کی صحبت اٹھائی۔ وہ بھی بہت حد تک اچھے رہے۔ لیکن ان کے بعد ناخلف پیدا ہوئے۔ اور انہوں نے اس کامیابی اور عزت اور فضل کو کھونا شروع کر دیا۔ کیونکہ وہ نبی سے فاصلہ پر جا پڑے تھے۔ یہ قدرتی تھا۔ جو ان کے لئے پیش آیا لیکن اگر کوئی جماعت خود حاصل کرے۔ اور خود ہی کھودے تو اسپر بہت ہی افسوس ہے ؂

جماعت کو نصیحت

اس لئے میں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ خدا نے جو مسیح موعود کے ذریعہ آپ لوگوں کو رتبہ اور درجہ دیا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ آپکی کمزوریوں اور خرابیوں کی وجہ سے چھین لیا جاوے۔ اور جس طرح کہ پہلی قوموں کو ان کی شرارتوں کے باعث متروک بنایا گیا۔ اسی طرح آپ کو بھی متروک بنا دیا جائے۔ پس اپنی اصلاح کی طرف خاص طور پر توجہ کرو اللہ تعالےٰ آپ لوگوں کو توفیق دے کہ وہ رتبہ جو آپکو حاصل ہوا ہے۔ وہ آپ کی آیندہ نسلوں میں باقی رہے اور آپ اس کو اپنی نسلوں کے لئے اور وہ آیندہ اور وہ اس سے آگے آنیوالوں کے لئے چھوڑ جائیں۔ آمین

مولوی محمد علی صاحب اور انکے نو مبائع

ذیل کے مضمون میں اس شخص کے مولوی محمد علی صاحب کے ہاتھ پر بیعت کر کے احمدی ہونے کی حقیقت پر روشنی ڈالی گئی ہے جسکی بیعت کا اعلان کرنے سے قبل ہی پیام نے خوشی کے شادیانے بجانے شروع کر دیئے تھے۔ چنانچہ اول تو ۱۱ رجون کے پرچہ میں یہ لکھا کہ:۔

”شملہ کے تازہ خطوط سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امیر (مولوی محمد علی) ایدہ اللہ کے وجود باجود سے وہاں بہت سے فوائد مترتب ہو رہے ہیں جو امید ہے کہ نہایت خوشگوار نتائج کا موجب ہونگے“۔

اور پھر ۱۶ر جولائی کے پرچہ میں ان ”خوشگوار نتائج“ کی تشریح ”کوائف شملہ“ کے زیر عنوان یوں کی کہ:۔

”اس سال کا درس بہت ہی مفید ثابت ہوا ہے۔ جملہ سامعین درس قرآن کے دلوں میں سلسلہ احمدیہ کی محبت بھر گئی ہے جنمیں سے خصوصاً ایک صاحب حافظ محمد حسن صاحب بی اے قابل ذکر ہیں۔ جو کہ نہ صرف سلسلہ میں داخل ہونے کو ہیں۔ بلکہ ساتھ ہی اپنی زندگی خدمت اسلام کے لئے وقف کرنے کیلئے تیار ہیں“۔

اسکے ساتھ ہی یہ اعلان کر دیا گیا کہ:۔

”کل نماز جمعہ کے بعد حافظ محمد حسن صاحب بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ ان کو استقامت عطا فرمائے۔ اور ان کے وجود کو سلسلہ کے لئے اور جملہ اہل اسلام کے لئے بلکہ کل لوگوں کے لئے مفید بنائے“۔

اس شان و شوکت کے ساتھ ان صاحب کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونے کا پیام نے جو اعلان کیا تھا۔ اس کے متعلق ذیل کا مضمون بتائیگا کہ وہ کہاں تک درست اور صحیح ہے۔ اگر مولوی محمد علی صاحب کے نزدیک سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونے کے لئے حضرت مسیح موعود کے دعاوی پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اور آپکے احکام ماننا فرض۔ تو ہم نہیں سمجھ سکتے کہ ایک ایسے شخص کو وہ کس طرح احمدی کہہ سکتے ہیں۔ جو حضرت مسیح موعود کی صداقت کا ہی قائل نہیں۔ ممکن تھا۔ اگر اس حقیقت کا انکشاف قبل ازیں کیا جاتا تو مولوی محمد علی صاحب اسکے جواب میں کوئی اس قسم کا اعلان شائع کرانے کی کوشش کرتے جسمیں حضرت مسیح موعود کا ذکر آ جاتا۔ لیکن اب جبکہ مذکورہ بالا صاحب کی طرف سے پیام میں ایک ایسا طول طویل مضمون شائع ہو چکا ہے۔ جس میں حضرت مسیح موعود پر ایمان لانے کا اشارۃً بھی کہیں ذکر نہیں ہے۔ بلکہ ذیل ہی کے مضمون کی تصدیق ہوتی ہے۔ وہ ایسا نہیں کر سکتے۔ کیا مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ساتھی اسی قسم کی کامیابیوں پر پھولے نہیں سماتے۔

مذکورہ بالا مضمون حسب ذیل ہے:۔

ناظرین ہمارے اس نئے مخالف گروہ سے خوب واقف ہیں جو پانچ چھ سال سے مرسل ربانی حضرت مسیح موعود کے خلیفہ برحق (ایدہ اللہ بنصرہ) کے بالمقابل اٹھا ہے۔ اور اس خدا کی قائم کردہ جماعت کو ضعف پہنچانے کے لئے ہر ممکن کوشش کر رہا ہے۔ ان لوگوں نے دشمنی اور ضد سے مجبور ہو کر ہمارے موجودہ امام اور ہماری جماعت پر بڑے بڑے ناپاک الزام لگائے ہیں۔ جو آئے دن ناظرین کی نظر سے گذرتے رہتے ہیں۔ میں ان میں سے صرف ایک الزام کا یہاں ذکر کرتا ہوں۔ اور اس کو مدنظر رکھ کر اپنا مدعا بیان کروں گا ؂

ہم پر منکرین خلافت کا ایک الزام یہ ہے۔ کہ ہماری جماعت نے قادیان میں ایک ایسی گدی قائم کر لی ہے جیسی کہ اس زمانے میں حضرت مسیح موعود کے مخالف بہت سے پیروں کی گدیاں ہیں۔ اور اس خیال سے وہ ہمارا نام پیر پرست وغیرہ رکھتے ہیں۔ اب قطع نظر اسکے کہ اگر اس گدی پر انہی میں سے کوئی بیٹھ جاتا۔ تو یہی گدی ان کے خیال میں ہر صدق و راستی کا مرجع بنجاتی۔ اور پھر قطع نظر اسکے کہ ان کا یہ الزام نہ صرف

حضرت خلیفۃ الاول رضی اللہ عنہ ہی پر پڑتا ہے۔ بلکہ حضرت مسیح موعود بھی اس کی زد سے باہر نہیں رہتے۔ میں پیامی صاحبان کے اس ناپاک الزام کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے اصل مدعا کو بیان کرتا ہوں۔

ناظرین یہ سنکر بہت متعجب ہونگے۔ کہ پیامی صاحبان اور اون کے امیر کی حالت خلیفہ برحق کی مخالفت میں اب یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ انہوں نے ایسے لوگوں کو اپنے ساتھ ملاکر احمدی کہنا شروع کر دیا ہے۔ جو حضرت مرزا صاحب کو مسیح موعود بھی یقین نہیں کرتے اور اس طرح سے بننے والوں پر یہ گروہ ہمیشہ اتراتا رہا ہے۔ اسوقت میں ایک صاحب کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ جن کا نام حافظ محمد حسن (بی۔ اے) ہے۔ اور حال ہی میں ان کے مولوی محمد علی صاحب کے ہاتھ پر (جو کہ آجکل شملہ میں ہیں) بیعت کرنے کا اعلان کیا گیا ہے۔ لیکن جب بھی ان سے ان کے غیر احمدی احباب اور اعزا نے یہ سوال کیا کہ تم نے مرزا صاحب کو کن دلائل کے ماتحت مان کر مولوی محمد علی صاحب کی بیعت کی ہے۔ تو انہوں نے یہی کہا کہ میں مرزا صاحب کی سچائی وغیرہ کو نہیں جانتا۔ میں نے تو اس لئے بیعت کی ہے۔ کہ یہ لوگ (یعنی مولوی محمد علی و خواجہ کمال الدین وغیرہ) میرے خیال میں اشاعت اسلام کا بہت بڑا کام کر رہے ہیں۔ ہمیں یہ معلوم نہیں کہ پیر صاحب (مولوی محمد علی) نے ان صاحب سے بیعت لیتے ہوئے کیا الفاظ کہلوائے ہونگے۔ خدا تعالےٰ ہی بہتر جانتا ہے لیکن حافظ صاحب موصوف کا عقیدہ جو اب تک ہے۔ وہ یہی ہے۔ جو میں نے اوپر عرض کر دیا۔

اَب مولوی محمد علی اور ان کے ہم خیال خدارا غور فرمادیں کہ جس طرح کے پیرو وہ سیدنا خلیفۃ المسیح کو بتلاتے ہیں۔ اور جس طرح کی گدی قادیان کو کہتے ہیں۔ اور جیسے پیر پرست وہ ہماری جماعت کے لوگوں کو مانتے ہیں۔ کیا ان کا یہ الزام درحقیقت انپر صادق آتا ہے یا ہم پر۔ ہمارے حضرت خلیفۃ المسیح تو ان لوگوں سے بیعت لیتے ہیں جو حضرت مسیح موعود کے تمام دعاوی پر صدق دل سے ایمان لے آتے ہیں لیکن اس کے مقابلہ میں مولوی محمد علی صاحبان سے بیعت لیتے ہیں جو محض انپر اور خواجہ کمال الدین وغیرہ پر ایمان لے آئیں۔ حضرت مسیح موعود کو مانیں یا

تریاق القلوب کے متعلق ایک مغالطہ کی تردید

اور امر واقع کا انکشاف۔

" دوسرا مضمون جو جناب مولوی غلام رسول صاحب نے مالابار میں غیر مبایعین کے قائم مقام حکیم مرہم عیسیٰ صاحب کے مقابلہ میں تریاق القلوب کے ایک حوالہ کے متعلق لکھا تھا۔ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے۔ چونکہ حکیم صاحب مباحثہ کے دن مقررہ جگہ پر حاضر نہ ہوئے۔ بلکہ فرار ہو گئے۔ اس لئے یہ مضمون بھی نہ سُن سکے۔ امید ہے سمجھدار اصحاب اب اس کو پڑھ کر اس غلط بیانی سے پورے طور پر آگاہ ہو جائینگے۔ جو غیر مبایعین کی طرف سے تریاق القلوب کے ایک حوالہ کے متعلق کی جاتی ہے۔

(ایڈیٹر)

تریاق القلوب کی تاریخ اشاعت جیسا کہ ٹائیٹل پیج کے صفحہ سے ظاہر ہے۔ ۲۸۔ اکتوبر ۱۹۰۲ء لکھی ہے۔ اور کتاب مذکور کے صفحہ ۱۶۰ پر جہاں کتاب کو ختم کیا گیا ہے یہ تاریخ لکھی ہے۔ ۲۵۔ اکتوبر ۱۹۰۲ء۔ اور ظاہر ہے کہ تاریخ اشاعت اور تاریخ ختم کتاب میں صرف دو دن کا فرق ہے۔ لیکن اگر کتاب مذکور کے صفحہ ۱۳۷ کو دیکھا جائے تو وہاں صفحہ مذکور کے تحریر کرنے کی تاریخ ۵۔ دسمبر ۱۸۹۹ء لکھی ہے۔ اور اس صفحہ سے لیکر اخیر کتاب تک کل صفحات ۲۳ کی تعداد میں ہیں۔ اور جس صفحہ پر جزئی فضیلت کا مسئلہ ہے۔ یعنی صفحہ ۱۵۷ تک ۲۰ صفحے کے قریب تعداد پائی جاتی ہے۔

اَب قابل غور یہ امر ہے کہ کیا حضرت اقدس نے ۵۔ دسمبر ۱۸۹۹ء سے لیکر ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۲ء تک جو خاتمہ کتاب کی تاریخ ہے۔ دو سال دس ماہ کے عرصہ میں صرف یہی چند صفحات جو ۲۰ اور زیادہ سے زیادہ ۲۳ تک ہیں۔ تحریر فرمائے۔ پس یہ وہ سوال ہے کہ جس کے حل ہو جانے سے وہ سب مغالطہ اور غلط فہمی دور ہو جاتی ہے۔ جو کتاب مذکور کے صفحہ ۱۵۷ کے متعلق مسئلہ جزئی فضیلت کی نسبت غیر مبایعین کی طرف سے پھیلائی جاتی ہے۔ سو یہ تو ظاہر ہے کہ یہ نہیں تسلیم کیا جا سکتا کہ حضرت اقدس نے اتنے لمبے عرصہ میں تریاق القلوب کی تصنیف میں باوجود مسلسل شغل تحریر کے صرف بیس صفحات لکھے ہوں۔ کیونکہ جب ایسی ایک بلید سے بلید ذہن کے مولف سے بھی یہ امید نہیں کی جا سکتی۔ تو حضرت سلطان القلم سے یہ خلاف توقع کیونکر ظہور میں آسکتا ہے۔ بجز اس کے کہ آپ نے بوجہ کسی اور ضروری شغل کے تریاق القلوب کی تصنیف کے کام کو ملتوی کر دیا ہو۔ یا یہ کہ اسے ختم کر چکے ہوں۔ سو جب ہم اس عرصہ کے پیش آمدہ واقعات اور حالات پر غور کرتے ہیں۔ تو ہمیں یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کتاب کے صفحہ ۱۵۸ تک جنوری ۱۹۰۰ء تک کتاب کو مکمل کر چکے تھے۔ اور صرف دو صفحے یعنی ایک ورق آخری پیچھے سے لگایا گیا۔ جو تاریخ اشاعت یعنی ۲۸۔ اکتوبر ۱۹۰۲ء سے دو روز پہلے کا لکھا ہوا ہے۔ جیسا کہ اس کے متعلق حضرت حکیم فضل الدین صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی شہادت سے ظاہر ہے۔ جو حضرت سیدنا خلیفۃ المسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کتاب حقیقۃ النبوۃ کے صفحہ ۲۳ و ۲۴ پر درج فرمائی ہے۔ ایسا ہی اس بات کی تصدیق دوسری حلفیہ شہادتوں سے ہوتی ہے۔ جیسا کہ حضرت مکرم پیر منظور محمد صاحب مہاجر قادیان و کاتب کتاب تریاق القلوب فرماتے ہیں:-

"میں خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر حلفیہ شہادت دیتا ہوں کہ تریاق القلوب صفحہ ۱۵۸ تک میرے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے۔ یہاں تک لکھنے اور چھپنے کے بعد تریاق القلوب بہت مدت تک چھپنے اور شائع ہونے سے رکی رہی۔ پھر اس کے بعد جب کتاب شائع ہونے لگی۔ تو آخری کاپی سے بچا ہوا کچھ مضمون میرے پاس پڑا ہوا تھا۔ جو قریب ایک صفحہ کا تھا۔ وہ میں نے حکیم فضل الدین صاحب مرحوم کو دیدیا۔ چھپنے

گے بعد جب میں نے دیکھا۔ تو اس بچے ہوئے مضمون کے ساتھ ایک صفحہ اور بڑھا کر کتاب کو ختم کر دیا گیا تھا۔"

اس کے بعد دوسری حلفیہ شہادت مکرمی منشی کرم علی صاحب کاتب ریویو مہاجر قادیان کی ہے۔ وہو ہذا۔

"میں حلفیہ شہادت دیتا ہوں کہ تریاق القلوب کا صفحہ ٹائٹل پیج اور آخری ورق یعنی صفحہ ۱۵۹ اور صفحہ ۱۶۰ میرے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے .... اور اس سے پہلے تریاق القلوب صفحہ ۱۵۸ تک مدت سے چھپی ہوئی پڑی تھی۔ جب میں نے ٹائٹل پیج اور آخری ورق لکھا۔ تب یہ کتاب شائع ہوئی۔"

اس کے سوا کچھ اور بھی حلفیہ شہادتیں ہیں۔ جو خوف طوالت کی وجہ سے ترک کی گئی ہیں۔ ان حلفیہ شہادتوں کی تصدیق سے بھی صاف ظاہر ہے کہ امر متنازعہ فیہ میں جو مسئلہ جزئی فضیلت کا ہے۔ اور جو کتاب تریاق القلوب کے صفحہ ۱۵۷ پر موجود ہے۔ وہ ۱۹۰۲ء کیا ۱۹۰۱ء اور ۱۹۰۰ء سے بھی پہلے کا ہے۔ اور جب پہلے کا ہے تو اب یہ حوالہ ریویو نمبر ۶ کے حوالہ کا ناسخ نہ ہو سکا۔ بلکہ ریویو کا مضمون یعنی حوالہ جو ریویو میں دافع البلاء سے آیا۔ جس میں لکھا ہے کہ خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا۔ جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے۔ وہی اس حوالہ کا جو تریاق القلوب میں ہے۔ ناسخ قرار پایا۔ وہو المطلوب۔ اور اثبات کی تائید کے لئے کہ تریاق القلوب کا حوالہ ناسخ نہیں۔ بلکہ منسوخ ہے۔ حوالجات ذیل بھی کفایت کرتے ہیں۔ پس جاننا چاہیئے۔ کہ اگر تریاق القلوب کی تاریخ اختتام اور تاریخ اشاعت کا اثر جزئی فضیلت کے حوالہ پر تسلیم کیا جائے۔ تو یہ غلط ثابت ہوگا۔ اس لئے کہ یہ ہو نہیں سکتا کہ ایک طرف حضرۃ اقدس ابھی ابھی اکتوبر ۱۹۰۲ء میں تریاق میں یہ لکھیں کہ مجھے مسیح پر جزئی فضیلت حاصل ہے۔ لیکن پھر اسی اکتوبر کی ڈائریوں میں یہ بیان فرما دیں۔ کہ خدا تعالے کی صریح وحی سے مجھے معلوم کرایا گیا ہے کہ محمدی سلسلہ کا خاتم الخلفاء موسوی سلسلہ کے خاتم الخلفاء سے بڑھ کر ہے۔ دیکھو صفحہ ۱۰۔ الحکم ۱۰۔ اکتوبر ۱۹۰۲ء پھر البدر ۷۔ نومبر ۱۹۰۲ء میں ڈائری لکھی ہے۔ "تم کہتے ہو۔ مسیح کلمۃ اللہ ہے۔ ہم کہتے ہیں ہمیں خدا نے اس سے بھی زیادہ درجہ دیا۔"

ایسا ہی کتاب کشتی نوح کہ جو ۵۔ اکتوبر ۱۹۰۲ء میں شائع ہوئی۔ اس میں لکھا ہے۔ مثیل موسیٰ موسیٰ سے بڑھ کر اور مثیل ابن مریم ابن مریم سے بڑھ کر صفحہ ۱۳۔ پھر صفحہ ۱۶ پر فرماتے ہیں:۔ "گو خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ مسیح محمدی مسیح موسوی سے افضل ہے۔ لیکن تاہم میں مسیح ابن مریم کی بہت عزت کرتا ہوں۔" ان حوالجات پر نظر ڈالنے سے اب یہ کیونکر تسلیم ہو سکے کہ ایک طرف حضرت مسیح موعود ہر روز اپنی فضیلت کے متعلق دافع البلاء کشتی نوح اور دوسرے اکتوبر ۱۹۰۲ء کی ڈائریوں میں تو اپنی افضلیت پر زور دیتے ہوں۔ اور پھر بعد اسکے ان تمام باتوں کے اختلاف کی کچھ بھی پروا نہ کرتے ہوئے تریاق القلوب کے صفحہ ۱۵۷ پر بعد میں یہ لکھا ہو کہ مجھے مسیح پر جزئی فضیلت ہے پس حق یہی ہے۔ کہ تریاق القلوب کا وہ جزئی فضیلت والا حوالہ جیسا کہ سابقہ تحقیقات اور حلفیہ شہادات کی تصدیق سے ثابت کیا گیا۔ ان تمام ڈائریوں اور تمام تحریروں سے پہلے کا لکھا ہوا ہے۔ اور وہ اس صورت میں جبکہ پہلے کا ثابت ہوا۔ بعد کے حوالجات سے خود منسوخ ہے۔ وہو المطلوب ✧

غلام رسول راجیکی

رسولاً الی بنی اسرائیل

یسوع مسیح کی بعثت صرف بنی اسرائیل کے لئے تھی۔

(۱)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے از روئے قرآن شریف و بیبل کے اپنی کتب میں تحریر فرمایا ہے کہ حضرت مسیح ناصری صرف بنی اسرائیل کے لئے ہی رسول تھے نہ کہ تمام جہان کے لئے جیسا عیسائیوں کا خیال ہے۔ اور اس کے ثبوت میں بیبل کے حصہ عہد جدید کی کتاب متی کا ۱۵/۲۴ پیش کیا تھا جہاں لکھا ہے کہ مسیح خود کہتا ہے:۔

"میں بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوائے اور کسی کی طرف نہیں بھیجا گیا۔"

اس پر ایک عیسائی نے یہ اعتراض کیا ہے کہ "یہ تقریر مرزا صاحب کی صحیح نہیں۔ کیونکہ اسمیں شک نہیں کہ رب کے پہلے بوجہ اس قرابت جسمانی کے جو مسیح بنی اسرائیل سے رکھتا تھا اور جس کی وجہ سے پولوس رسول اپنے خطوط میں بنی اسرائیل کی عزت و فخر بیان کرتا ہے۔ مسیح کا فرض تھا کہ پہلے اپنے گھر والوں کو یعنی بنی اسرائیل کو روشنی دیوے۔ اس کے بعد دیگر اقوام کو اپنی تبلیغ سے فائدہ پہنچا دیوے۔ چنانچہ ہر ایک نبی کا یہی شیوہ رہا ہے۔ اسی طرح مسیح نے اول بنی اسرائیل کو تبلیغ فرمائی۔ جیسا متی ۱۵/۲۴ سے روشن ہے۔ لیکن اس کے بعد وہی مسیح اپنے شاگردوں کو کہتا ہے کہ "پس تم جا کر سب قوموں کو شاگرد بناؤ۔ اور انہیں باپ۔ بیٹے اور روح القدس کے نام پر بپتسمہ دو۔ اور انہیں یہ تعلیم دو کہ ان سب باتوں پر عمل کریں۔ جن کا میں نے تم کو حکم دیا۔ اور دیکھو میں دنیا کے آخر تک ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں۔" متی ۲۸/۱۹و۲۰

پھر مرقس میں ہے "اور اس نے ان سے کہا۔ کہ تم تمام دنیا میں جا کر ساری خلق کے سامنے انجیل کی منادی کرو۔" مرقس ۱۶/۱۵۔ علاوہ ازیں اعمال الرسل میں ہے "لیکن جب روح القدس تم پر نازل ہوگا۔ تو تم قوت پاؤگے۔ اور یروشلم اور تمام

یہودیہ اور سامریہ میں بلکہ زمین کی انتہا تک میرے گواہ ہوگے۔" اعمال ۱/۸ وغیرہ اور اس کے سوائے نئے عہدنامے میں بیسیوں مقامات ہیں۔ جن سے صاف ثابت ہے کہ مسیح تمام جہان کے لئے مبعوث ہوئے تھے نہ کہ صرف بنی اسرائیل کے لئے۔ جیسا مرزا صاحب لکھتے ہیں۔ مثلاً یوحنا کی انجیل کے منجملہ دیگر مقامات کے مندرجہ ذیل مقامات کو دیکھو "یسوع نے پھر ان سے مخاطب ہوکر کہا دنیا کا نور میں ہوں جو میری پیروی کریگا الخ"

یوحنا ۴ جہاں لکھا ہے کہ یسوع پر بہت سامری ایمان لائے اور دو روز یسوع ان سامریوں کے پاس رہا۔ اور سامریوں نے اقرار کیا کہ یسوع فی الحقیقت دنیا کا منجی ہے۔" آیت ۴۲ ظاہر ہے کہ یسوع اگر بنی اسرائیل کے لئے مبعوث ہوا تھا۔ تو سامریوں کو کس طرح اپنا مرید بنا سکتا تھا یا کس طرح سامریوں کے ہاں مہمان بن سکتا تھا۔

پھر یوحنا ۳/۱۶ جہاں مسیح یوں فرماتا ہے "کیونکہ خدا نے دنیا سے ایسی محبت رکھی کہ اس نے اپنا اکلوتا بیٹا بخشدیا خدا نے بیٹے کو دنیا میں اس لئے نہیں بھیجا۔ آیت ۱۷

پھر یوحنا ۱/۲۹ دوسرے دن اس نے یسوع کو اپنی طرف آتے دیکھ کر کہا۔ دیکھو یہ خدا کا برہ ہے۔ جو دنیا کا گناہ اٹھا لے جاتا۔ یہ یوحنا کی گواہی ہے۔ پس صاف ثابت ہے۔ کہ از روئے کتاب مقدس مسیح ساری دنیا کی طرف آیا تھا نہ کہ فقط اسرائیل کے لئے آیا تھا ❊

مذکورہ بالا دعویٰ جو معترض نے پیش کیا ہے سب سے پہلے ہم اس کا بالفاظ مسیح جواب دیتے ہیں۔ اور وہ یہ کہ مسیح نے خود فرمایا "میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوائے اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔" متی ۱۵/۲۴۔ پھر جب رسولوں کو تبلیغ کے لئے باہر بھیجا تو بھی یوں فرمایا "کہ غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا۔ متی ۱۰/۵ اسی طرح مرقس کی انجیل میں غیر قوموں کو یوں مخاطب کیا گیا ہے مسیح نے فرمایا۔ "مناسب نہیں کہ لڑکوں کی روٹی لیکر کتوں کو ڈالی جاوے۔" مرقس ۷/۲۷

اب باوجود ایسے صریح احکامات کے پھر بھی اگر کوئی یہ دعویٰ کرے کہ مسیح غیر اقوام کے لئے بھی مبعوث ہوئے تھے۔ تو وہ یا تو مسیح کے کلمات میں تضاد و نقیض ثابت کر کے کلام مسیح کو ناقابل اعتبار ٹھیرانا چاہتا ہے یا اس طرح وہ اپنے آپ کو مسیح کا نادان دوست ثابت کرنا چاہتا ہے یا شاید ایسے مدعی کے نزدیک تضاد و نقیض درحقیقت کوئی بری شے نہیں ہے۔ اور یہ ایک جاہلانہ قیاس ہے۔ پھر اس کے علاوہ تمام مورخین اور تاریخ کلیسیا سے یہ امر پوشیدہ نہیں۔ کہ مسیح کے صعود کے بہت دیر بعد تک حواری کسی غیر قوم کو مسیحی نہ بناتے تھے۔ بلکہ مسیحی بنانا تو درکنار حسب رسم و رواج یہود نہ تو ان کے ساتھ اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے۔ اور نہ کسی قسم کا میل جول رکھتے تھے۔ مدت تک حواریوں کا یہی معمول رہا۔ اس لمبے عرصے میں ہرگز کبھی کسی حواری کے وہم و خیال میں بھی یہ بات نہیں آئی کہ غیر اقوام کو بھی مسیحی بنایا جاوے۔ اس مسئلہ کا جواز مسیح کے صعود کے بہت دیر بعد پطرس رسول کی ایک رویا کی بنا پر ہے۔ جس کا ذکر اعمال ۱۰/۹ سے یوں شروع ہوتا ہے۔ "دوسرے دن جب وہ راہ میں تھے۔ اور شہر کے نزدیک پہنچے۔ تو پطرس دوپہر کے قریب کوٹھے پر دعا مانگنے چڑھا۔ اور اسے بھوک لگی۔ اور کچھ کھانا چاہتا تھا۔ لیکن جب لوگ تیار کر رہے تھے تو اس پر بےخودی چھا گئی۔ اور اس نے دیکھا کہ آسمان کھل گیا۔ اور ایک چیز بڑی چادر کی مانند چاروں کونوں سے لٹکتی ہوئی زمین کی طرف اتر رہی ہے۔ جس میں زمین کے سب قسم کے چوپائے اور کیڑے مکوڑے اور ہوا کے پرندے ہیں۔ اور اسے ایک آواز آئی کہ اے پطرس اٹھ ذبح کر اور کھا۔ مگر پطرس نے کہا۔ اے خداوند ہرگز نہیں۔ کیونکہ میں نے کبھی کوئی حرام یا ناپاک چیز نہیں کھائی۔ پھر دوسری بار اسے آواز آئی کہ جن کو خدا نے پاک ٹھیرایا ہے تو انہیں حرام نہ کر۔ تین بار ایسا ہی ہوا۔ اور فی الفور وہ ظرف آسمان پر اٹھا لیا گیا ❊

جب پطرس اپنے دل میں حیران ہو رہا تھا کہ یہ رویا جو میں نے دیکھی ہے۔ کیا ہے تو دیکھو وہ آدمی جنہیں کرنیلیس نے بھیجا تھا۔ شمعون کا گھر دریافت کر کے دروازے پر آ کھڑے ہوئے۔ اور پکار کے پوچھنے لگے۔ کہ شمعون جو پطرس کہلاتا ہے۔ یہیں مہمان ہے جب پطرس اس رویا کو سوچ رہا تھا۔ تو روح نے اس سے کہا کہ دیکھ تین آدمی تجھے پوچھ رہے ہیں۔ پس اتر کر نیچے جا۔ اور بے کھٹکے ان کے ساتھ ہو لے۔ کیونکہ میں نے ہی ان کو بھیجا ہے۔ پطرس نے اتر کر ان آدمیوں سے کہا۔ دیکھو جس کو تم پوچھتے ہو۔ وہ میں ہی ہوں۔ تم کس سبب سے آئے ہو۔ انہوں نے کہا۔ کرنیلیس صوبیدار جو راستباز اور خدا ترس آدمی اور یہودیوں کی ساری قوم میں نیک نام ہے۔ اس نے پاک فرشتے سے ہدایت پائی کہ تجھے اپنے گھر بلاکر تجھ سے کلام سنے۔ پس اس نے انہیں اندر بلاکر ان کی مہمانی کی۔

اور دوسرے دن وہ اٹھ کر ان کے ساتھ روانہ ہوا اور یافا میں سے بعض بھائی اس کے ساتھ ہو لئے۔ وہ دوسرے روز قیصریہ میں پہنچے۔ اور کرنیلیس اپنے رشتہ داروں اور دلی دوستوں کو جمع کر کے ان کی راہ دیکھ رہا تھا۔ جب پطرس اندر آنے لگا۔ تو ایسا ہوا کہ کرنیلیس نے اس کا استقبال کیا۔ اور اس کے قدموں میں گر کے سجدہ کیا۔ لیکن پطرس نے اسے اٹھاکر کہا کھڑا ہو۔ میں بھی تو انسان ہوں۔ اور اس سے باتیں کرتا ہوا اندر گیا۔ اور بہت سے لوگوں کو اکٹھا کر ان سے کہا۔ تم تو جانتے ہو کہ یہودی کو غیر قوم والے سے صحبت رکھنی یا اس کے ہاں جانا ناجائز ہے۔ مگر خدا نے مجھ پر ظاہر کیا کہ میں کسی آدمی کو حرام یا ناپاک نہ کہوں اس لئے جب میں بلایا گیا۔ تو بے عذر چلا آیا۔ پس اب میں پوچھتا ہوں کہ مجھے کس بات کے لئے بلایا ہے۔ کرنیلیس نے کہا اس وقت پورے چار روز ہوئے۔ کہ میں اپنے گھر میں تیسرے پہر کی دعا مانگ رہا تھا تو دیکھو ایک شخص چمکدار پوشاک پہنے ہوئے میرے سامنے کھڑا ہوا۔ اور کہا کہ اے کرنیلیس تیری دعا سن لی گئی۔ اور تیری خیرات کی خدا کے حضور یاد ہوئی پس کسی کو یافا میں بھیج کر شمعون کو جو پطرس کہلاتا ہے اپنے پاس بلا۔ وہ سمندر کے کنارے شمعون دباغ

کے گھر میں مہمان ہے۔ پس اُسی دم میں نے تیرے پاس آدمی بھیجے۔ اور تو نے خوب کیا۔ جو آگیا۔ اب ہم سب خدا کے حضور حاضر ہیں۔ تاکہ جو کچھ خداوند نے تجھ سے فرمایا ہے۔ اسے سنیں۔ پطرس نے زبان کھولکر کہا۔ اب مجھے پورا یقین ہو گیا کہ خدا کسی کا طرفدار نہیں بلکہ ہر قوم میں جو اس سے ڈرتا اور راستبازی کرتا ہو وہ اس کو پسند آتا ہے۔ جو کلام اس نے بنی اسرائیل کے پاس بھیجا۔ جبکہ یسوع کی معرفت صلح کی خوشخبری دی۔ اس بات کو تم جانتے ہو۔ جو یوحنا کی منادی کے بعد گلیل سے شروع ہو کر تمام یہودیہ میں مشہور ہو گئی کہ خدا نے یسوع ناصری کو روح القدس و قدرت سے کس طرح مسح کیا۔ وہ بھلائی کرتا۔ اور ان سب کو جو ابلیس کے ظلم اٹھاتے تھے۔ شفا دیتا پھرا۔ کیونکہ خدا اس کے ساتھ تھا۔ اور ہم ان سب کاموں کے گواہ ہیں جو اس نے یہودیوں کے ملک اور یروشلیم میں کئے اور انہوں نے اس کو لکڑی پر لٹکا کر مار ڈالا۔ اس کو خدا نے تیسرے دن جلایا۔ اور ظاہر بھی کر دیا نہ کہ ساری اُمت پر۔ بلکہ ان گواہوں پر جو آگے سے خدا کے چنے ہوئے تھے۔ یعنے ہم پر جنہوں نے اس کے مُردوں میں سے جی اٹھنے کے بعد اس کے ساتھ کھایا پیا۔ اور اس نے ہمیں حکم دیا کہ اُمت میں منادی کرو اور گواہی دو کہ یہ وہی ہے۔ جو خدا کی طرف سے زندوں اور مُردوں کا منصف مقرر کیا گیا۔ اس شخص کی سب نبی گواہی دیتے ہیں" وغیرہ۔ اس کے بعد کرنیلیس وغیرہ پر روح القدس کے نزول اور ان کے بپتسمہ پانے کا ذکر ہے۔ دیکھو اعمال باب ۱۰۔ آیت ۹ سے آخر تک ؞

مذکورہ بالا مفصل حوالہ سے چند اُمور بہ تشریح و توضیح ثابت ہیں :۔

اوّل ۔ یہ کہ اس واقعہ تک مسیح کے تمام حواری صرف بنی اسرائیل کو ہی مسیحی مذہب کی تبلیغ کرتے تھے۔ اور انہیں یقین تھا کہ مسیح صرف بنی اسرائیل کے لئے مبعوث ہوا تھا۔ اور غیر اقوام کے ساتھ نہ میل جول رکھتے نہ ان کے ہاں جاتے تھے۔ جیسا کہ آیت ۲۸ میں پطرس نے بیان کیا۔

دوم :۔ اس رؤیا سے پطرس کو خیال ہوا کہ غیر اقوام میں تبلیغ کرنی چاہیئے۔ اس سے پہلے مطلقاً اسے خیال تک نہ تھا۔ جیسا آیت ۳۴ سے ظاہر ہے ؞

سوم ۔ اس رؤیا سے پطرس کو صرف اس امر کا یقین ہوا کہ خدا کسی قوم کا طرفدار نہیں۔ ہر قوم میں جو خدا سے ڈرتا اور راستبازی اختیار کرتا ہے۔ خدا اُسے پسند کرتا ہے" اور اب یہ ظاہر ہے کہ اس جملہ آیت کا صرف یہ مطلب ہے۔ کہ ہر قوم میں سے جو خدا سے ڈرتا اور راستباز ہے۔ اُسے تبلیغ کا حکم ہو نہ کہ ہر کہہ و مہ کو۔ جیسا کہ آیت کے الفاظ مذکورہ صاف بتا رہے ہیں۔

چہارم ۔ یہ کہ مسیح نے اپنی حین حیات حواریوں کو صرف بنی اسرائیل میں تبلیغ کے لئے ارشاد کیا تھا نہ کہ غیر اقوام میں۔ اور اسپر پطرس کے یہ الفاظ شاہد ہیں " اور اس نے ہمیں حکم دیا (یعنے مسیح نے پطرس اور دیگر حواریوں کو) کہ اُمت میں منادی کرو۔ اور گواہی دو۔ آیت ۴۲۔ اور اُمت سے مراد بنی اسرائیل ہیں۔ جیسا کہ اس سے ماقبل کی آیت ۴۱۔ "وہ نہ کہ ساری اُمت پر" میں ہے۔ اس سے روز روشن کی طرح عیاں ہو گیا کہ پطرس خود اس رؤیا تک صاف اقرار کرتا ہے کہ مسیح نے صرف اُمت یعنی بنی اسرائیل میں ہی منادی کا حکم دیا تھا نہ کہ تمام غیر اقوام میں۔ اور یہ ایک نص صریح ہمارے دعوے کی تائید میں ہے۔

پنجم ۔ یہ کہ اب تک سوائے پطرس و دیگر حواری و مسیحی غیر اقوام کو تبلیغ نہ کرتے تھے۔ بلکہ حسب معمول ان سے بالکل الگ تھلگ اور متنفر تھے۔ اور ان کے وجود کو حرام و ناپاک اور نجس خیال کرتے تھے۔ اور اسپر اگلا باب ۱۱ شاہد ناطق ہے۔ جو کہ اس باب کی سرخی ہی یہ ہے کہ :۔

"یروشلیم کی کلیسیا میں غیر اقوام والوں کو داخل کرنے پر اعتراض اور پطرس کا جواب۔"

اور رسولوں اور بھائیوں نے جو یہودیہ میں تھے سُنا کہ غیر قوموں نے بھی خدا کا کلام قبول کیا۔ جب پطرس یروشلیم میں آیا۔ تو مختون اس سے یہ بحث کرنے لگے۔ کہ تو نا مختونوں کے پاس گیا۔ اور ان کے ساتھ کھانا کھایا۔ پطرس نے شروع سے وہ امر ترتیب وار ان سے بیان کیا" (یعنی رؤیا و الا کرنیلیس صوبیدار کا بپتسمہ پانا وغیرہ) اس کے بعد یوں لکھا ہے۔

"انطاکیہ میں پہلی غیر قوم والی کلیسیا کا حال۔ پس جو لوگ اس مصیبت سے پراگندہ ہو گئے تھے۔ جو ستفان کے باعث پڑی تھی۔ وہ پھرتے پھرتے فینیکے اور کپرس اور انطاکیہ پہونچے۔ مگر یہودیوں کے سوائے اور کسی کو کلام نہ سناتے تھے"۔ آیت ۱۹ تک۔

مذکورہ بالا حوالہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ تا حال بھی حواری اور دیگر مسیحی "یہودیوں کے سوائے اور کسی کو کلام نہ سناتے تھے" پھر معلوم نہیں۔ اب مسیحیوں کا یہ کہنا کہ مسیح نے شاگردوں کو تمام جہان کو مسیحی بنانے کا حکم دیا تھا۔ اور کہ مسیح تمام جہان کی طرف رسول تھے۔ چہ معنی دارد۔ جبکہ خود حواریوں کا یہ حال تھا ؞ باقی آئندہ

خاکسار عبدالخالق (نومسلم)

نظم
بحیرہ عرب پر جاتے ہوئے ایک بادل سے خطاب

(از ماسٹر عبدالرحیم صاحب نیر مبلغ انگلستان)

پیام نیر آشفتہ دل ہے ابر باراں کو
ذرا تکلیف کرنا اور جانا کوئے جاناں کو

مرا محمود پیارا ہے جو عیسیٰ کا دولارا ہے
گذارش باادب کرنا۔ نہ بھولیں اہل عصیاں کو

خدا نے چاند نبیوں کا تمہیں فرما کے بتلایا
بڑھانیوالے ہو تم ہی ہمارے نور ایماں کو

تموج آب دریا میں محبت جوش زن دل میں
دعائیں دے رہے ہیں زخم پنہاں تیر مژگاں کو

بہت بے چین تھا چین پر۔ مگر اب چین حاصل ہے
تصور میں جو دیکھا ہے نظیر حسن و احساں کو

برسنا تربت دلدار پہ جا ابر رحمت تو
وہاں شاداب کرنا قادیاں بستان عرفاں کو

نچھاور کرنا اس گل پر مرے اشکوں کے موتی تو
بتانا بلبلوں۔ پر بلبل مہجور و نالاں کو

ل جہاز ۔ [illegible]

ہ [illegible]

ٹہ امواج دریا ۔ [illegible]

ممالک غیر کی خبریں

جرمنوں کی خفیہ تجارت (پیرس ۲۳۔ اگست) مجلس اعلےٰ (سپریم کونسل) نے مارشل فاش کی اس تجویز کو منظور کر لیا ہے کہ فی الفور اتحادیوں کی ایک کمیشن جرمنی کو روانہ کی جائے۔ جو عہد نامہ صلح کی تصدیق ہونے تک جرمنی ہی میں رہے۔ نیز کونسل نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ جرمنی ہوائی جہازوں کی فروخت نہ کرے۔ اور جو روپیہ اسنے ان کی فروخت سے حاصل کیا ہے۔ اسے وہ اتحادیوں کے حوالے کر دے کیونکہ یہ شکایت سنی گئی ہے۔ کہ جرمنی نے کئی ہوائی جہاز ڈنمارک کے ہاتھ فروخت کئے ہیں۔ اس کے علاوہ کونسل نے یہ فیصلہ بھی کیا ہے۔ کہ ٹلینز برگ میں ایک کمشنر بھیجا جائے۔ تاکہ جرمنی شلبرگ کی تقسیم کی شرائط کی خلاف ورزی نہ کر سکے۔

دائرہ کیول کا غدار (پیرس ۲۳۔ اگست) ایک شخص کوہین نامی پر جس نے دائرہ کیول کا پتہ جرمنوں کو دیا تھا۔ کورٹ مارشل کے ذریعہ مقدمہ چلایا گیا ہے۔ اس پر کئی ایک سنگین جرائم کا بھی الزام لگایا ہے۔ سنسنی خیز اور حیرت انگیز انکشافات کی توقع ہے۔

یہودیوں کی حالت (لنڈن ۲۳۔ اگست) یہودی لیڈر ڈاکٹر ویزمین نے انگلستان کے یہودیوں کی مجلس میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ یورپ میں یہودیوں کی حالت اسقدر خراب ہے۔ کہ انہیں ہزاروں کی تعداد میں فلسطین میں جاکر اقامت گزین ہونا چاہیئے لیکن آیندہ پانچ سالوں میں صرف تھوڑی سی تعداد کے لئے وہاں گنجایش ہے۔ صرف ان اشخاص کو ترجیح دی جائیگی۔ جو قابل کاریگر اور سرمایہ ساتھ لائیں۔

پٹروگراڈ پر ہوائی جہازوں کے اعلانات (لنڈن۔ ۲۳۔ اگست) ہلسنگفور سے ایک تار مظہر ہے۔ کہ جنرل گف ہوائی جہازوں سے پٹروگراڈ میں اس مضمون کے اعلانات پھینک رہا ہے۔ کہ شمال مغربی روس میں ایک جمہوری گورنمنٹ قائم کر دی گئی ہے۔ اس اعلان میں یہ بھی مذکور ہے کہ تمہیں بالشویک مظالم سے بچانا ہمارا فرض ہے۔ اور یہ ضروری ہے کہ شہر کے آزاد ہونے کے ساتھ آبادی کے کھانے پینے کا بندوبست کیا جائے۔ فتح گرانٹسیڈٹ نے راستہ صاف کر دیا ہے۔

بحیرہ روم میں سے سفر وزیر ہند نے اطلاع دی ہے کہ بحیرہ روم کے راستے برطانیہ کلاں سے سفر کرنے پر جس قدر قیود عائد کی گئی تھیں۔ وہ ہٹا دی گئی ہیں۔

مسٹر اسکوئتھ کی واپسی (لنڈن ۲۳۔ اگست) سکاٹلینڈ کے سربرآوردہ آزاد خیال اخبار "ایڈنبرا ایوننگ نیوز" کو معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ مسٹر اسکوئتھ جس قدر جلد ممکن ہو۔ دارالعوام میں داخل ہونے کی کوشش کرینگے۔

اٹلی کے چار ہوا باز مارے گئے (وائنا۔ ۲۳۔ اگست) اٹلی کے چار فوجی ہوا باز اپنے ہوائی جہازوں کے ٹکرا جانے سے کچل گئے

فرانس کے لئے جرمن کوئلہ (پیرس ۲۳۔ اگست) وزیر استعمار نے کونسل کو اطلاع دی ہے کہ جرمن کوئلہ آنا شروع ہو گیا ہے۔ مگر مزدوری اور بار برداری کی مشکلات کی وجہ سے ابھی اس کی مقدار کم ہے۔

نئی ہنگری حکومت کا استعفےٰ (بوڈاپسٹ ۲۳ اگست) آرک ڈیوک اور اسکی حکومت نے اتحادیوں کے اسے تسلیم کرنے سے انکار کرنے پر استعفےٰ دیدیا ہے۔

فوجوں کو واپس بلا لینے کی درخواست (واشنگٹن ۲۳۔ اگست) میکسیکو کے وزیر اعظم نے امریکن گورنمنٹ سے درخواست کی ہے کہ وہ فوراً امریکن افواج جنھوں نے میکسیکو میں لوٹ مچا رکھی ہے۔ واپس بلا لیا جائے۔

ہندوستان کی خبریں

مارشل لاء کے احکام کی بریت خبر مشہور ہے کہ امپیریل لیجسلیٹو کونسل کا ایک غیر سرکاری ممبر شملہ میں آئندہ اجلاس کے موقعہ پر "مارشل لاء" انڈمنٹی ایمنٹ بل (مارشل لاء کے ماتحت کارروائی کے متعلق حفاظت کا مسودہ) پر ایک طول طویل تقریر کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ پنجاب کے موجودہ فسادات کے متعلق جو سرکاری کارروائی ہوئی۔ اس پر رائے ظاہر کرنے میں کئی دن تقریر کریگا۔ کونسل کے قواعد میں ریزولیوشنوں پر بحث کرنے کے لئے خاص وقت مقرر ہوتا ہے۔ لیکن کسی مسودہ پر تقریر کرنے کے متعلق کوئی ایسی پابندی نہیں ہے۔

پشاور میں مارشل لاء کی تنسیخ یکم ستمبر ۱۹۱۹ء سے ضلع پشاور اور شہر پشاور سے مارشل لاء ہٹا دیا جائیگا۔

لیڈی ڈاکٹر گورنمنٹ ہند نے گورنمنٹ پنجاب کی اس تجویز کو منظور کر لیا ہے۔ کہ مردوں کی طرح عورتوں کو بھی سب اسسٹنٹ سرجن کے عہدہ پر سرکاری ملازمت پر مامور کیا جائے۔

مسٹر گوکھلے کے بت کی بے نقابی پونا میں مسٹر گوپال کرشن گوکھلے کی یادگار میں ان کا ایک بت قائم کیا گیا ہے جس کو بے نقاب کرنے کی رسم ۲۵۔ اگست کو ہز ایکسیلنسی سر جارج لائڈ گورنر بمبئی نے ادا کی۔

سرحدی حد بندی (شملہ ۲۵۔ اگست) سرکاری اطلاع مظہر ہے کہ کمیشن حد بندی نے خیبر کے مغرب کی طرف ۲۳۔ اگست سے ہندوستانی افغانی خط حد بندی کھینچنا شروع کر دیا ہے۔ جنرل غلام نبی حد بندی کی کمیشن کے متعلق ڈکہ میں پہنچ گیا ہے۔

سر ہملٹن سر ہملٹن گرانٹ اور لیڈی گرانٹ شملہ سے پشاور کو روانہ ہوئے سر جارج روس کیپل سے ستمبر کے دوسرے ہفتہ میں سرحدی صوبہ کا چارج لینگے۔

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر مالکان کیلئے شائع ہوا)

برادران سلمکم اللہ وعافاکم ورضی عنکم وارضاکم ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے عید الاضحیٰ کا موقع اب آگیا۔ اور ہر جگہ احباب قربانی کی سنت ادا کرنے اور اللہ تعالےٰ کے مقرر کردہ طریقہ پر جمع ہونیوالے ہیں۔ اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ میں احباب کو اپنی پہلی تحریک کو پھر ایک دفعہ یاد دلاؤں۔

مگر قبل اسکے میں چاہتا ہوں کہ حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب کے شائع کردہ مسائل عید الاضحیٰ کا بھی ذکر کردوں۔ کیونکہ ان کی بھی احباب کو ہر جگہ ضرورت ہوتی ہے۔

عید کے دن یہ امور مسنون ہیں۔ (۱) آرائش (۲) غسل (۳) عمدہ لباس (۴) خوشبو (۵) سویرے اٹھنا (۶) عیدگاہ میں جلد جانا (۷) نماز عید شہر سے باہر پڑھنا (۸) نماز عید کے لئے ایک راستہ سے جانا اور دوسرے راستہ سے واپس آنا۔ (۹) جاتے اور آتے تکبیر کہتے رہنا۔ اور تکبیر یہ ہے۔ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر وللہ الحمد (یہ تکبیر عید کے چاند کی ۹۔ تاریخ کی فجر سے ۱۳ تاریخ کی عصر تک فرضوں کے باجماعت ادا کرنیوالوں پر فرضوں کے سلام کے بعد کہنی واجب اور ضروری بھی ہے) (۱۰) اور سب عورتوں کا بھی عیدگاہ میں جانا مسنون ہے۔ جو نماز میں شریک ہوں مگر حائضہ علیحدہ رہیں (۱۱) اور یہ بھی سنت ہے۔ کہ عید الاضحیٰ میں نماز سے پہلے کچھ نہ کھائے اور نماز کے بعد قربانی کے گوشت سے افطار کرے (۱۲) اور قربانی کا ارادہ رکھنے والا اگر حاجیوں کی طرح چاند دیکھنے سے قربانی تک حجامت یعنی سر وغیرہ نہ منڈوائے تو یہ مستحب اور موجب ثواب ہے۔ اور قربانی ہر وسعت والے شخص پر واجب ہے۔ اور نماز عید کے ادا کرنے سے پہلے قربانی کا ذبح کرنا درست نہیں۔ اگر کوئی کرے۔ تو اس کی قربانی نہیں ہوگی۔ بلکہ نماز کے بعد ذبح کرنی چاہیئے۔ اور نماز عید کیلئے اذان اور اقامت نہیں ہوتی۔ اور صلوٰۃ عید کا طریق یہ ہے کہ دو رکعتیں اس طرح باجماعت پڑھی جاتی ہیں کہ پہلی رکعت میں قرأت شروع کرنے سے پہلے سات تکبیریں کہی جائیں۔ اس طور پر کہ ہر ایک تکبیر کے ساتھ ہاتھ اٹھائے جائیں جیسے کہ نماز کے شروع کرتے ہوئے اٹھائے جاتے ہیں۔ مگر فرق فقط اسقدر ہے کہ اول میں تو تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ دیئے جاتے ہیں۔ مگر ان تکبیروں میں ہاتھ اٹھانے کے بعد کھلے چھوڑے چلے جاتے ہیں۔ اور آخری تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ کر قرأت یعنی الحمد شریف شروع کی جاتی ہے۔ اور دوسری رکعت کے شروع میں قرأت شروع کرنے سے پہلے پانچ تکبیریں اسی طرح کہی جائیں۔ اور یہی مسنون ہے کہ ان دو رکعتوں میں سبح اسم ربک الاعلیٰ اور ھل اتاک حدیث الغاشیہ پڑھی جائیں یا سورہ ق اور اقتربت الساعۃ۔ اور نماز کے بعد امام جمعہ کے دو خطبوں کی طرح خطبہ پڑھے۔

قربانی۔ اگر بکری۔ دنبہ۔ مینڈھا۔ بھیڑ ہو تو ایک ایک شخص کی طرف سے۔ اور اگر گائے۔ اونٹ ہو۔ تو ایک سات شخصوں کی طرف سے ہو سکتی ہے۔ اور قربانی کے جانوروں کی عمر کا یہ قاعدہ پختہ ہے کہ سب میں وہی جائز ہو سکتا ہے۔ جس نے دو دانت نکالے ہوں۔ (جس کو پنجاب میں دوندا بولتے ہیں) یا اس سے زائد عمر کا ہو۔ ہاں ضان (یعنی دنبہ اور مینڈھا کا نرو مادہ) چھ ماہ پورے کا بھی جائز ہے۔ جب وہ قدامت میں دوندے کے برابر قریباً ہو۔ اور قربانی میں یہ جانور جائز نہیں۔ (۱) اندھا (۲) کانا (۳) لنگڑا۔ جو قربانگاہ تک خود چل کر نہ جا سکتا ہو (۴) سخت دبلا (۵) نصف سے زائد کان اور دم کٹا۔ اور جسکے پیدائشی طور پر کان نہوں یا سینگ نہوں یا ٹوٹ گیا ہو۔ جائز ہے۔ اور ۱۲ تاریخ تک قربانی جائز ہے۔

اس کے بعد میں سب احمدی برادران کو عموماً اور جناب سکرٹری صاحبان انجمن ہا احمدیہ کی خدمت میں یہ عرض کرتا ہوں کہ یہ عید کا موقعہ اس بات کا مقتضی ہو کہ خدا کی بنائی ہوئی قوم کا ہر ایک فرد اپنے اور اپنے بال بچوں کی خوشی میں قوم کے یتامیٰ اور بیواؤں اور مساکین وغربا اور حاجت مندوں کو نہ بھولیں۔ بلکہ صحابہ کرام کی طرح یؤثرون علیٰ انفسھم کے مصداق بنتے ہوئے ان کی خوشی کو اپنی خوشی پر مقدم کریں یا کم ازکم ان کو اپنی خوشی میں شریک تو ضرور کریں۔ آقائے نامدار حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آخر اپنی اپنے خدام پر یہ امید رکھی ہے کہ جہاں اپنی امت کی مثال بارش سے دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ کمثل غیث لا یدری اولہ خیر ام آخرہ (میری قوم کی حالت بارش کی طرح ہے نہیں معلوم اس کا پہلا حصہ بہتر ہے یا آخری حصہ) تو کیا آخری خدام کا یہ فرض نہیں کہ اپنے آقائے نامدار

کی اس امید کے پورا کرنے کی کوشش میں لگے رہیں۔ یہ نئی بات نہیں۔ صحیح احادیث سے یہ ثابت ہے کہ حضور علیہ السلام نے عید کے موقعہ پر مردوں کے بعد عورتوں میں جاکر صدقہ دینے کا وعظ فرمایا۔ اور اپنے آقا پر قربان ہونیوالیوں نے اپنے زیورات جیسی چیز کو جو عموماً عورتوں کو سب سے زیادہ محبوب ہوتا ہے۔ اتار اتار کر حضرت ابوہریرہؓ کی جھولی میں ڈالنا شروع کیا۔ عبادات حج وغیرہ کیا ہیں۔ خدا کے تصدیق شدہ پیاروں کی سنت پر چلنا ہے۔ کہ ان خدا کے پیاروں نے یہ کیا۔ اور خدا اس سے ان پر راضی ہوا۔ اور ان سے پیار کیا۔ اور ہم کریں تو شاید وہ ہم سے بھی راضی ہو اور ہم سے بھی پیار کرے۔ لہذا اب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ہمارے بھائیوں میں سے کون سکرٹری صاحب اور پریذیڈنٹ اور دیگر با اثر صاحبان اپنے آقائے نامدار اور اس کے فدائی خادم کی طرح مردوں اور عورتوں میں اس خوشی کے موقعہ پر اپنے کس مپرس بھائیوں اور بہنوں اور بچوں اور بچیوں کے لئے مردوں اور عورتوں سے مانگتے اور اپنی جھولی کو ان کے آگے رکھتے اور ہاتھ پھیلا کر ان کا اسوہ حاصل کر کے خدائے ذوالجلال کی رضا اور پیار کی امید کا موقعہ حاصل کرتے ہیں۔ اور کون مومن اور مومنہ صحابہ اور صحابیات کی طرح اس فراموش کن خوشی کے موقعہ پر اپنے قابل رحم بھائیوں اور بہنوں اور بچوں اور بچیوں کے لئے ان کی جھولی میں ڈالکر ان صحابہ اور صحابیات کی طرح رضی اللہ عنہم کی امید کا محل حاصل کرتے ہیں۔ اور اس عید کے موقعہ پر قربانی کی کھالیں اور عید فنڈ گو ایک مقرر شدہ چیز ہے۔ مگر کوشش اور نگرانی کی انہیں بھی بڑی ضرورت ہوتی ہے۔ اور اس کے ہونے اور نہ ہونے پر بہت بڑا نمایاں فرق پڑ جاتا ہے۔ لیکن میری تحریر اور عرض کا منشاء اسی تک محدود نہیں۔ بلکہ ان دو کی کوشش کے علاوہ بھی کوشش ہونی چاہیئے۔ مومن کا اور ہونہار شخص اور قوم کا کل اور آج برابر نہیں ہوتا۔ ترقیات مدارج کے میدان کی دوڑ کی یہی جھنڈیاں ہیں۔ آخر حضرت ابوبکرؓ سے جب سرورِ کائنات نے دریافت کیا تھا۔ کہ گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا۔ تو انہوں نے عرض کی۔ اللہ اور اس کا رسول۔ اور حضرت عمرؓ سے دریافت کیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ نصف مال۔ تو خاص اسی موقعہ پر حضور نے فرمایا کہ الفرق بینکما کما بین کلمتیکما۔ (کہ تم دونوں کے مدارج میں بھی وہی فرق ہے جو کہ تم دونوں کی باتوں یعنے جوابوں میں فرق ہے) ضرورت ہی کے بڑھنے سے چیز کی قدر بڑھتی ہے۔ اس وقت سلسلہ کی ضروریات خدا

کے فضل سے بہت بڑھ رہی ہیں۔ اور چندہ کی عام نگرانی و ترقی کی بڑی ضرورت ہے۔ سال رواں کے بہت سے حسابات باقی ہیں۔ ترقی اسلام کے اخراجات نئے انتظام کے بعد اسقدر بڑھ گئے ہیں کہ صدر انجمن کے برابر پہونچ گئے ہیں۔ باوجود احباب کے توجہ کرنے کے بھی اسوقت اخراجات کے لئے پانچ ہزار روپیہ قرض لینا پڑا ہے۔ اور پانچ ہزار پہلے کا قرض ادا نہیں ہوا ہے۔ مبلغین کی ولایت سے آمد و رفت کے لئے جو کثیر خرچ کی ضرورت ہے وہ پوری نہیں ہوئی ہے۔ اور ہر جگہ اشاعت کا انتظام کرنے کا جو ارادہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے فرمایا ہے وہ اب تک کافی طور پر شروع بھی نہیں ہوا ہے۔ ادھر صدر انجمن کے بل پانچ ہزار کے اسوقت ادا ہونے کے لئے پڑے ہیں۔ اور چونکہ اشاعت اسلام کے لئے مدرسہ احمدیہ کی صورت اب تبدیل ہونیوالی ہے۔ اس کے لئے بہت سے خرچ کی ضرورت درپیش ہے۔ غرض تمام احباب سے التماس ہے کہ اس موقعہ عید پر ضرور خاص کوشش فرمائیں۔ اور میری گذشتہ چھیالیس (۴۶) ہزار کی تحریک کو بھول نہ جائیں۔ تمام غریب اس میں حصہ لیں۔ اور بالخصوص ان احباب کو توجہ دلائی جائے۔ جو اب تک چندہ کی طرف پوری توجہ نہیں دیتے رہے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کا منشاء مبارک ہے۔ کہ جماعت کے ادنیٰ افراد کی طرف خاص توجہ چاہیئے۔ جو چندہ بحساب شرح مقررہ نہیں دیتے۔ کیونکہ اگر تمام افراد جماعت چندہ میں جیسا کہ چاہیئے۔ حصہ لیں۔ تو یہ تمام مشکلات بفضلہ آسانی سے دور ہو سکتی ہیں۔ میں نے اکثر دفعہ احباب کی خدمت میں اس امر کو یاد دلایا ہے۔ اور اب پھر عید کے موقعہ پر عرض کرتا ہوں کہ اس موقعہ پر سب احباب میں سلسلہ کی ضروریات کا ذکر کیا جائے اور وعدے لئے جائیں۔ اور وصولی کے لئے حلقے مقرر ہوں۔ اور ہر حلقہ کے لئے بعض خاص خاص دوست کام کرنے کے لئے مقرر ہو جائیں۔ یہ وقت بہت چستی کا ہے۔ والسلام

خوابِ را دور کن ز دیدہ خویش
کہ ترا کار مشکل است بہ پیش
(حضرت مسیح موعود)

نماز

عبد المغنی۔ ناظر بیت المال و محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان

[illegible] الاسلام پریس قادیان